نئ تعلیمی پولیسی ۲۰۲۰ اور ہندوستانی زبانوں کا فروغ

کلیدی الفاظ: بھارتیہ بھاشا اتسو # ہندوستانی زبانیں # علاقائی زبان # مادری زبان # نئ تعلیمی پولیسی ۲۰۲۰، # تہذیب وثقافت #

ڈاکٹر ہردے بھانو پرتاپ
اسسٹینٹ پروفیسر شعبہ اردو
ذاکر حسین دہلی کالج، دہلی یونیورسٹی

Abstract: India is a very big country spread over a vast region. The geographical system of India has a deep influence on the culture and civilization here, due to which different shades are seen in every sphere of life. This is the reason that soil somewhere looks very fertile and sometimes barren. If you look at the people here, they look different in appearance, different stature and different colours. It is due to the geographical system that different dialects and languages are spoken in different regions of India that is why India is called the home of dialects and languages. Some of the roots of the languages spoken in India are purely Indian and on the other hand there are some other languages which have reached India from other countries, but today those languages have also become Indian languages and are seen

as Indian. The linguistic history of the modern languages of India shows that there are many languages which were found in ancient India but have now become extinct due to some reason. Extinct languages have made us realize how we have lost touch with our ancient cultural heritage due to their absence. This process of promoting regional languages by the Government of India under the scheme of NEP2020 is commendable. The purpose of this research paper is also to make the students understand the importance of regional dialects and languages of India and work hard for their preservation.

جب سے ہندوستان میں نئی حکومت اقتدار میں آئی ہے تب سے اس ملک کا ایک نیا رنگ دکھائی دے رہا ہے۔ ہندوستان کی سیاسی وسماجی صورت حال بہت تیزی سے بدل رہی ہے۔ ہرایک عام وخاص کی آنکھوں میں نیا خواب اپنی دھندلی تصویر کے ساتھ جھلملا رہا ہے۔عوام کی امیدیں کچھ حد تک پوری ہوئی ہیں اور کچھ ابھی بھی باقی ہیں۔ مرکزی حکومت ہمیشہ نئی نئی اسکیموں کے ساتھ عوام کی خدمت میں حاضر ہے۔ مرکزی حکومت کے تمام کارناموں میں ایک نیا موڑ اس وقت آیا جب NEP-2020 کی شکل میں نئی تعلیمی پالیسی بنائی گئی۔اس پالیسی نے ہندوستان کے تمام علمی وادبی ادارے کے بنیادی ڈھانچے کو بدل کر ایک نئے قالب میں ڈھالنے کا راستہ ہموار کیا۔جس کی پذیرائی بین الاقوامی سطح پر ہورہی ہے۔کوشش یہ ہے کہ اب ہندوستان کے طلبا کو بہترین تعلیم حاصل کرنے کے لیے مغربی ممالک کا سفر نہیں کرنا پڑے گا۔اب بہتر سے بہتر تعلیمی ادارے ہندوستان میں ہی میسر ہوں گے۔ بچوں کی ابتدائی تعلیم سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک حکومت اپنی پینی نظر رکھے ہوئے ہے۔ 2047 تک ہم ایک نئے بھارت کا خواب

دیکھ رہے ہیں۔جس کے لیے ہمیں اپنی تہذیت وثقافت کے ساتھ ساتھ اپنی تعلیم و تربیت کو بھی درست کرنا بہت ضروری ہوگیا ہے۔NEP-2020 میں ہندوستانی زبانوں پر بھی بہت زور دیا گیا ہے۔ مادری زبانوں کی اہمیت و افادیت کو زور شور کے ساتھ منظر عام پر لایا جارہا ہے۔ ہر عام وخاص کی توجہ اس کی طرف مرکوز کی جارہی ہے۔ ہمیں بھی یہ معلوم ہونا چاہیے کہ NEP-2020 میں مادری زبانوں کے لیے ایسا کیا ہے جس سے ہندوستانیوں کے دلوں میں مادری زبان کے فروغ کے لیے ایک امید جگی ہے۔

قومی تعلیمی پالیسی کے تیسرے حصے میں 22 نمبر پر ہندوستانی زبانوں، فن اور ثقافت پر تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے۔ ہندوستانی تہذیب وثقافت کی کشش دور دراز بلکہ بیرون ملک سے آنے والے سیاحوں کے لیے ایک دلچسپ مواد فراہم کرتی ہے۔ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہندوستان تہذیب وتمدن کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ جو ہمارے بزرگوں کی ہزاروں سالوں کی محنت سے تیار ہوا ہے۔ یہ ہندوستان کے فن، ادبی تخلیقات، ریت رواج، زبانوں کا آزادانہ استعمال، تاریخی اور ثقافتی وراثت کے مختلف مقامات وغیرہ میں نظر آتی ہے۔ثقافتی رنگینی کے علاوہ یہاں کے قدرتی مناظر بھی یقیناً بھارت کو اتُل بھارت بناتے ہیں۔فن اور ثقافت کا فروغ نہ صرف ملک کے لیے اہم ہے بلکہ عوام کے لیے بھی اتنا ہی اہم ہے۔ بچوں میں اپنی پہچان اور اپنے پن کا احساس اور مختلف تہذیبوں کی عزت افزائی کے لیے بچوں میں ثقافتی بیداری اور اظہار جیسی کلیدی صلاحیتوں کو فروغ دینا ضروری ہے۔تہذیب وثقافت کو فروغ دینے کے لیے سب سے اہم ذریعہ فن ہے۔فن کی مختلف شکلیں ہیں جس کے ذریعے انسان نہ صرف خود کو بلکہ عوام کو بھی مختلف صورتوں میں تسکین فراہم کرتا ہے۔لیکن کوئی بھی فن پارہ بغیر زبان کے مکمل نہیں ہوتا۔

یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہندوستان کی پچھلی سرکاروں نے زبانوں کو محفوظ کرنے کے لیے کوئی مضبوط قدم نہیں اٹھایا۔جس کے نتیجے میں ہم پچھلے 50 سالوں میں 220 زبانوں کو کھو چکے ہیں۔ یونیسکو کی رپورٹ میں 197 ایسی زبانوں کا ذکر ہے جو مرنے اور مٹنے والی ہیں۔اس فہرست میں بھی خاص طور سے وہ زبانیں شامل ہیں جن کی رسم خط موجود نہیں ہے۔ ایسے میں جب ان زبانوں کے بولنے والے بزرگوں کی وفات ہوجاتی ہے تو ان کے ساتھ وہ زبان بھی اس دنیا سے فنا ہوجاتی ہے۔غم اس بات کا ہے کہ اس طرح کی زبانوں کو بچانے کے لیے ابھی تک ہمارے پاس کوئی ایسا وسیلہ نہیں ہے جس کی مدد سے مٹتی ہوئی زبانوں کو بچایا جاسکے۔ لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ جن 22 زبانوں کو

ہمارے دستور ہند کے آٹھویں شیڈول میں رکھا گیا ہے وہ بہت اچھی حالت میں ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان تمام زبانوں میں تعلیم وتدریس کا بہتر انتظام نہیں ہے۔ زبانوں کو زندہ بنائے رکھنے کے لیے اس میں اعلیٰ قسم کے مواد کا فراہم کیا جانا بے حد ضروری ہے۔ اس کے لیے ہمیں چاہیے کہ اس میں بہترین قسم کی درسی کتابیں، مشق کی کتابیں، ویڈیوز، ناٹک، ڈرامہ، شاعری، نظم، ناول، افسانہ اور جرائد محیا کرائے جائیں۔ ان تمام زبانوں کے لغات کو ہمیشہ نئے نئے الفاظ کے ساتھ اپڈیٹ کرتے رہنا چاہیے۔ آپ بین الاقوامی سطح پر دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ مغربی ممالک میں انگریزی، فرینچ، کوریائی، جرمن ، جاپانی ان تمام زبانوں میں سیکھنے کے مواد اور اس کی فراہمی کو آسان بنایا جاتا ہے اور دنیا بھر کی دیگر زبانوں کے اہم مواد کے تراجم بھی کرائے جاتے ہیں ساتھ ہی زبان کو زندہ رکھنے کے لیے ان زبانوں کی لغات کو ہمیشہ اپڈیٹ رکھا جاتا ہے۔ جبکہ ہندوستان ان تمام کارناموں میں بہت پیچھے ہے۔ NEP-2020 میں بنیادی زبانوں اور مادری زبانوں کے فروغ کے لیے ٹھوس قدم اٹھائے گئے ہیں۔ مثلاً بہترین اساتذہ کی تقرری پر زور، مقامی زبان میں بات چیت اور اسی زبان میں دفاتر کے کام انجام دیئے جانے پر زور، ان زبانوں میں زیادہ سے زیادہ ادبی تخلیقات انجام دیا جانا، اور اس کی لغات میں نئے الفاظ کا شامل کیا جانا وغیرہ شامل ہیں۔ ہندوستانی زبانوں کے فروغ کے لیے اعلیٰ تعلیمی نظام میں کم ازکم تین ہندوستانی زبانوں کا مطالعہ لازم کر دیا گیا ہے۔

ہندوستانی زبانوں کے فروغ کے سلسلے میں مختلف پروگرام سرکار کی طرف سے منعقد کیے جا رہے ہیں۔ اس کی ایک بہترین مثال ہم '' بھارتیہ بھاشا اتسو '' کی شکل میں دیکھ سکتے ہیں۔ زبانوں کے حوالے سے جب گفتگو ہوتی ہے تو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ مختلف نظریات منظر عام پر آتے ہیں۔ جو ہماری زبانوں کو مٹنے کی وجوہات سے ہمیں روشناس کراتی ہیں۔ ساتھ ہی ہمیں یہ بھی احساس کراتی ہیں کہ ہم ان مٹتی ہوئی زبانوں کو کیسے بچا سکتے ہیں۔ اسی اتسو کے سلسلے میں دہلی یونیورسٹی میں بھی یہ پروگرام منعقد کیا گیا۔ جس میں محترم وائس چانسلر صاحب نے بھی بہت ہی عمدہ نکات کی طرف اشارہ کیا۔ '' بھارتیہ بھاشا اُتسو '' کے پروگرام میں اپنی بات رکھتے ہوئے انھوں نے بہت اچھی بات کہی کہ '' کوئی بھی بھاشا طاقتور نہیں ہوتی بلکہ بھاشا کو بولنے والے افراد طاقتور ہوتے ہیں۔ '' یعنی اہل اقتدار کی زبان ہی طاقتور ہوسکتی ہے۔ انھوں نے مثال دیتے ہوئے یہ کہا کہ پہلے ورلڈ وار اور دوسرے ورلڈ وار سے قبل پوری دنیا میں فرینچ زبان کو زیادہ اہمیت حاصل تھی اور انگریزی کو اتنی اہمیت نہیں حاصل تھی جس قدر آج ہم دیکھتے

ہیں۔ اگر اس جنگ عظیم کے نتائج موجودہ نتائج سے برعکس ہوتے تو شاید انگریزی کی جگہ ہمیں فرینچ یا دیگر زبانیں دیکھنے کوملتی جس کا دم پوری دنیا بھر رہی ہوتی۔

وائس چانسلر صاحب کے قول کے مطابق ہم اپنے اردگرد تمام لڑکھڑاتی زبانوں کو دیکھ سکتے ہیں جو شام کے بجھے ہوئے چراغ کے مانند اپنی موجودگی درج کیے ہوئے ہیں۔ اگر ہم سنسکرت زبان کو ہی مثال کے طور پر لیں تو جو نتائج ہمارے سامنے ہوں گے وہ کچھ اس طرح ہو سکتے ہیں کہ سنسکرت زبان جسے ایک زمانے میں دیوتاؤں کی زبان تصور کیا جاتا تھا اور اس سے بولنے والے دیوتا کے ہم پلّہ سمجھے جاتے تھے۔ لیکن آج وہی زبان مرتی اور مٹتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے کیونکہ اہل اقتدار نے اس زبان کو استعمال کرنا چھوڑ دیا ہے اور وہیں دوسری طرف اہل اقتدار نے نہ صرف اپنی روزمرہ کے کاموں میں بلکہ سرکاری دفتروں میں بھی انگریزی کے ساتھ ساتھ ہندی زبان کا استعمال بہت تیزی سے شروع کر دیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہندوستان کے تمام شعبے میں ہر عام و خاص کی زبان پر ہندی کے الفاظ فطری طور اپنی موجودگی درج کرا رہے ہیں۔ جب کہ ماہرین لسانیات نے اردو اور ہندی کو دو سگی بہنوں سے تعبیر کی ہے جو الگ الگ علاقوں میں اور الگ الگ ماحول میں پلنے بڑھنے کی وجہ سے تھوڑی بہت الگ الگ خصوصیات کے ساتھ موجودہ ہندوستان میں موجود ہیں۔ لیکن جو وقار جو عظمت جو شہرت ہندی زبان نے حاصل کی ہے، اردو کہیں نہ کہیں اس عظمت و شہرت سے دور جاتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ اردو کی اس ناکامی کی سب سے بڑی وجہ اردو بولنے والے لوگ ہی ہیں۔ خاص طور سے وہ لوگ جو اردو زبان و ادب کی وجہ سے سرکاری دفتروں میں کسی اہم عہدے پر فائز ہیں۔ ان کے گھروں میں روٹیاں اردو زبان و ادب سے آ رہی ہیں۔ منہ کا نوالہ اردو زبان و ادب سے میسّر ہو رہا ہے۔ لیکن ان کی آنے والی نسلیں انگریزی یا دیگر مغربی زبانوں سے متاثر ہیں۔ اس فہرست میں سبھی سرکاری عہدیدار شامل ہیں۔ سر فہرست تو بڑے بڑے پروفیسر حضرات کا نام لیا جا سکتا ہے وہ اپنے بچوں کو انگریزی میڈیم میں تعلیم دینے میں فخر محسوس کرتے ہیں تو ایسے میں اردو کی ترقی اور اس کا فروغ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس دیکھا جائے تو عام لوگ جو ابھی بہت غریبی میں اپنی زندگی گزار رہے ہیں چھوٹی موٹی دکانوں پر کام کر رہے ہیں، سڑک کے کنارے ٹھیلے لگا رہے ہیں وہ نہ صرف خود اچھی اُردو بولتے ہیں بلکہ اپنے بچوں کو اردو کی تعلیم ضرور دلاتے ہیں۔ میں اس بات کی دلیل دیتے ہوئے یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے کالج میں اردو آنرز کر رہے تقریباً 90 فیصد بچے ایسے ہیں جو دن بھر کالج میں کلاس لینے کے بعد شام کو اپنے گھر کے لیے روزی روٹی

کی فراق میں سڑک کے کنارے خوانچہ لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تعلیم و تدریس کے پیشے سے جڑے ہوئے مجھے تقریبا 11 برس ہو رہے ہیں اس طویل عرصے میں میں نے بار ہا دیکھا ہے کہ ہمارے کالج کے اساتذہ ایسے لاچار اور غریب بچوں کی پڑھائی کی پوری فیس اس لیے جمع کرتے ہیں کیونکہ اردو میں آنے والے بچے بے حد غریب گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور کالج کی فیس دینے کہ لائق نہیں ہوتے ہیں۔ ایک بار کی بات ہے جب ہمارے کالج کے گٹ کے سامنے بیٹھی ہوئی ایک بچی رو رہی تھی اور ہمارے شعبے کی سینئیر ساتھی نے جب اس روتی ہوئی بچی سے پوچھا کہ بیٹا کیوں رو رہی ہو تو اس نے جواب دیا سر میرا نام اس کالج میں ایڈمیشن کے لیے آیا ہے لیکن ابھی ہمارے پاس کالج کی فیس دینے کے لیے روپئے نہیں ہیں۔ اور اگر آج میرا ایڈمیشنہاں نہیں ہوا تو پھر میں آگے کی پڑھائی نہیں کر پاؤں گی۔ سر نے مزید جانکاریاں اس سے دریافت کی تو پتہ چلا کہ اس کے والد محترم پرانی دلی میں کہیں سڑک کے کنارے خوانچہ لگا کر پانی پوری بیچتے ہیں۔ سر اس بچی کی ایڈمیشن فیس جمع کرنے سے قبل اس کے بتائے ہوئے پتے پر پہنچ گئے اور وہاں پر دیکھا کہ ایک شخص خوانچہ لگائے سڑک کے کنارے کھڑا تھا۔ سر نے جا کر اس سے چھولے کھائے اور باتوں باتوں میں بچوں کا ذکر چھیڑ دیا تو معلوم ہوا کہ اس کی بچی کا داخلہ ذاکر حسین کالج میں ہونا ہے لیکن ایڈمیشن فیس نہ دے پانے کی وجہ سے وہ داخلہ نہیں دلا سکتا۔ سر نے چپ چاپ آٹو رکشا کیا اور واپس کالج آئے اور اس بچی کو اندر لے جا کر داخلے کی ساری فارملٹیز پوری کروائی اور اس کی سال بھر کی فیس خود ہی جمع کر دی۔

اوپر ذکر کردہ وائس چانسلر کی باتوں سے اور مزید ذکر کردہ کچھ مثالوں سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ موجودہ دور میں کون سی زبان ترقی کر سکتی ہے اور کون سی زبان ترقی نہیں کر سکتی ہے۔ میری بتائی ہوئی باتوں سے آپ صاف اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ کون سی وجوہات ہیں جس کی وجہ سے اردو زبان فروغ کرنے کی بجائے دن بدن سمٹتی جا رہی ہے، محدود ہوتی جا رہی ہے۔ ہمیں زبان کی اہمیت کو یوں بھی سمجھنا ہوگا کہ کوئی بھی زبان صرف ذریعہ ترسیل نہیں ہوتی بلکہ زبان اپنے آپ میں اپنے قوم اپنے ملک کی تمام تہذیب و ثقافت کی جان ہوتی ہے اور کسی بھی تہذیب و ثقافت کی بلندی اور کامیابی کے لیے وہاں کے لوگوں کا بلند ہونا اور کامیاب ہونا ضروری ہے۔ ہم ہندوستان کی موجودہ صورتحال دیکھتے ہوئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ابھی اردو کی ترقی اور اس کے فروغ پر جو تالا لگا ہے وہ باسانی نہیں کھولا جا سکتا ہے اس کے لیے ہمیں متحد ہو کر آپس میں پہلے اقتدار میں آنا ہوگا طاقت

میں پانا ہوگا تبھی ہم اپنی تمام تہذیب وثقافت کے ساتھ اردو زبان کو بچا سکتے ہیں۔
سرکار یا مرکزی حکومت کے ذریعے لائے جانے والی پالیسیوں کے بھروسے ہمیں نہیں رہنا چاہیے ہمیں ذاتی طور پر بھی کوشش کرنا ہوگا۔ کیونکہ بھارتیہ بھاشا اتسو تو منایا جارہا ہے لیکن اس سے ہندی زبان کو جو شہرت حاصل ہو رہی ہے وہ دیگر زبانوں کو میسر نہیں۔ اس کے ذریعے منعقد ہو رہے تمام پروگرام کی رنگولیوں میں آپ ہندوستان کی مختلف زبانوں کے نام تو دیکھ سکتے ہیں لیکن اصل پروگرام تو ہندی زبان میں ہی منعقد ہوتا ہے یہ ٹھیک ویسا ہی ہے جیسے ہماری حکومتوں میں کہنے کے لیے تو 543 MPs ہوتے ہیں لیکن ان کا مکھیا یا سربراہ تو ایک ہی ہوتا ہے جسے ہم وزیر آعظم کہتے ہیں۔ ٹھیک ویسے ہی ہندوستانی آئین میں کل 22 زبانیں درج ہیں لیکن ان کا مکھیا تو صرف ہندی زبان ہے۔ مرکزی حکومت اپنی ہی بنائی ہوئی پالیسیوں میں تضاد پیدا کرتی ہے ایک طرف تو مادری زبان کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے مادری زبان میں ابتدائی تعلیم دیے جانے پر زور دیتی ہے دوسری طرف اعلی تعلیم کی طرف بڑھتے بڑھتے مادری زبانوں کی قدر و قیمت پر کوئی توجہ نہیں دیتی۔ ابھی کچھ دنوں پہلے کی ہی بات ہے کہ ہندوستان کی سب سے عظیم سرکاری نوکر یو پی ایس سی کے سلیبس سے بنیادی ہندوستانی زبانوں کو ہٹا دیا گیا ہے جبکہ NEP-2020 میں یہ بات زوروں کے ساتھ کہی جارہی ہے کہ کسی بھی فن کو سیکھنے کے لیے مادری زبان جس طرح سے کارآمد ثابت ہوسکتی ہے یہ کام کوئی اور زبان آسانی سے نہیں کرسکتی ہے۔

ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ہم نے اپنا تعلیمی سفر بھارتیہ زبانوں کے ساتھ ہی شروع کیا۔ لیکن دیکھتے ہی دیکھتے 2520 سالوں میں گاؤں سے لے کر شہر تک انگریزی میڈیم کے اسکولوں کی بھیڑ دکھائی دینے لگی اور لوگ اپنے بچوں کو انگریزی کی تعلیم کے لیے زور دینے لگے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم انگریزی زبان کے ساتھ ساتھ انگریزی تہذیب کے بھی پروردہ ہوتے جارہے ہیں اور ہندوستانی زبانوں کو ترک کرنے کے ساتھ ساتھ ہندوستانی تہذیب وثقافت سے بھی بہت دور ہوتے جارہے ہیں۔ ہمیں ہندوستانی ہونے پر بہت فخر محسوس ہوتا ہے۔ لیکن ہماری روزمرہ کے کارناموں میں کتنی ہندوستانیت باقی ہے اس کے متعلق کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔ دعا سلام سے لے کر کھان پان، رہن سہن، اٹھنے بیٹھنے کا طور طریقہ سب کچھ تو مغربیرنگ میں رنگ گیا ہے۔ مرکزی حکومت کے ذریعے ہندوستانی زبانوں کے فروغ کے لیے بنائے گئے تمام اصول وقائد ے کا ہم تہہ دل سے استقبال کرتے ہیں۔ مجھے بہت خوشی ہوگی کہ ہندوستانی زبانوں کو

زندہ رکھ کر ہم ہندوستانی تہذیب و ثقافت کو بھی زندہ رکھ سکیں گے۔ لیکن عوام سے یہ گزارش ہے کہ سرکاری عہدے داروں کی منشا خواہ کچھ بھی ہو ہمیں اپنی تہذیب و ثقافت، اپنی زبان و بیان کو اگر بچائے رکھنا ہے تو ہمیں اپنی مادری زبانوں کے استعمال پر فخر کرنا ہوگا۔ اپنے روزمرہ میں اسے شامل کرنا ہوگا۔ مرکزی حکومت کے ذریعے لائی گئی پالیسیاں ایک طرف عام طور پہ اردو زبان کا استعمال کرنے والوں کی کوشش و کاوش ایک طرف۔ جب تک اردو داں یا اردو سیکھنے پڑھنے اور بولنے والے اس مُہم کے لیے آگے نہیں ائیں گے تب تک ہم اردو زبان کی ترقی و ترویج کی امید نہیں کر سکتے ہیں۔جس طریقے سے ہم اپنے مذہبی اصولوں کے ساتھ پاسداری کرتے ہیں۔ٹھیک ویسے ہی ہمیں اپنی زبان و ادب اور تہذیب ثقافت کے ساتھ بھی محبت اور عقیدت پیش کرنا ہوگا۔ ورنہ ہم نام نہاد کے ہی ہندوستانی رہ جائیں گے۔ نہ تو ہمارے مذہبی عقیدے ہندوستانی ہوں گے نہ ہی ہماری تہذیبیں ہندوستانی ہوں گی۔ زبان تو خیر کب کی مر چکی ہوگی۔ مادری زبان ہماری ذاتی آنکھوں کے مانند ہوتی ہے جبکہ سیکنڈری زبان ہمارے اس چشمے کے مانند ہوتی ہے جو ہماری آنکھوں کی روشنی کے ساتھ مل کر ہمیں اور واضح تصویر تو پیش کر سکتی ہے ۔لیکن بغیر آنکھوں کے آپ چشمہ کتنا بھی اچھا اور مہنگا استعمال کر لیجئے آپ کو کچھ بھی نہیں دکھائی دینے والا ہے۔ لہٰذا مادری زبان کی اہمیت اور اپنے وجود کو بچائے رکھنے کے لیے ہمیں اپنی زبان اور تہذیب و ثقافت کی جڑوں کو ہمیشہ سینچتے رہنا ہوگا اور اس سے جڑے رہنا ہوگا۔

حواشی

۱۔نئی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰، وزارت ترقی انسانی وسائل،حکومت ہند

۲۔ اردو ادب کی تنقیدی تاریخ۔ پروفیسر احتشام حسین۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی۔ ۲۰۰۹

۳۔اردو کی کہانی۔سیّد احتشام حسین۔قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی۔۲۰۱۱

۴۔اردو کی لسانی تشکیل۔مرزا خلیل احمد بیگ۔ایجوکیشنل بک ہاوس علی گڑھ۔۲۰۱۶

مقدمہ تاریخ زبان اردو۔مسعود حسین خاں۔ایجوکیشنل بک ہاوس علی گڑھ۔۱۹۹۹

☆☆☆